رونما ہوتے رہتے ہیں....دارفور میں بہت سے امدادی ادارے کام کررہے ہیں لیکن عدم تحفظ کی وجہ سے وہ بہت سے علاقوں تک پہنچ نہیں پاتے۔''

دارفور میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں بی بی سی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''اقوام متحدہ کے حکام کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ تعداد تین لاکھ کے قریب ہے جبکہ صدر بشیر ہلاک شدگان کی تعداد دس ہزار بتاتے ہیں۔'' بی بی سی کے مطابق ''اصل اعداد وشمار کی تحقیق مشکل ہے اور یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ کتنے لوگ تشدد کے سبب ہلاک ہوئے اور کتنے کیمپوں میں مشکلات ومصائب یا بیماریوں کا نشانہ بنے۔ان اعداد وشمار کی بنیاد پر یہ فیصلہ کرنا سخت دشوار ہے کہ دارفور میں ہونے والی ہلاکتیں نسل کشی ہیں یا سوڈانی حکومت کا یہ کہنا درست ہے کہ صورت حال کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جارہا ہے۔''

دارفور کے تنازع کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ''اکتوبر ۲۰۰۷ء میں جسٹس اینڈ ایکولٹی موومنٹ ان باغی گروپوں میں شامل تھی جنہوں نے لیبیا میں خرطوم کے نمائندوں کے ساتھ بات چیت میں کچھ دیر کے لیے شرکت کی تھی۔اس سے پہلے ۲۰۰۶ء میں بھی جیم ان باغی گروپوں میں شامل تھی جنہوں نے دارفور میں قیام امن کے لیے ہونے مگر بری طرح ناکام ہوجانے والی ایک اور بات چیت کا بائیکاٹ کیا تھا۔نائیجیریا میں طویل مذاکرات کے بعد سوڈان لبریشن آرمی کے مِنّی مِنّاوی گروپ کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا تھا۔اسے ایک بھاری بجٹ دیا گیا تھا اور صدر کا مشیر بھی بنایا گیا تھا لیکن اس کے نتیجے میں ایس ایل اے کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔'' اس کے بعد فروری ۲۰۰۹ء میں ہونے والے دوحہ مذاکرات کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''دوحہ بات چیت کا اہتمام حکومت قطر، اقوام متحدہ، افریقی یونین اور عرب لیگ نے کیا تھا۔افریقی یونین اور اقوام متحدہ کے ایک امن مشن Unamid نے جنوری ۲۰۰۸ء سے علاقے میں افریقی امن فورس تعینات کی ہے لیکن اس مشن میں فورس کی تعداد طے شدہ تعداد کے مقابلے میں ابھی صرف ساٹھ فی صد ہے۔۲۶۰۰۰ ہزار کے بجائے صرف ۱۵۰۰۰ فوج اور پولیس کے اہلکار مہیا کیے جاسکے ہیں جبکہ پوری طے شدہ تعداد بھی دور دراز علاقوں تک کنٹرول کے لیے ناکافی ہوگی[۱]۔''

۱۔بحوالہ: http://news.bbc.co.uk/1/hi/world/africa/3496731.stm

دارفور کی صورت حال۔ایک متوازن تجزیہ

کین سلور اسٹرین (Ken Silverstein) واشنگٹن میں مقیم معروف امریکی صحافی ہیں۔کئی سال لاس اینجلز ٹائمز اور ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکا سے وابستہ رہ چکے ہیں۔اور اب ہارپرز میگزین کے ایڈیٹر ہیں۔"Facts and Darfur" کے عنوان سے ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو ہارپرز میگزین میں اپنے ایک تجزیے میں انہوں نے دارفور کی صورت حال پر براہ راست معلومات کی روشنی میں ایک متوازن تصویر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے، جن میں رقوم اکٹھا کرنا بھی شامل ہوتا ہے، اعداد و شمار کے معاملے میں دنیا کی تمام سیاسی تنظیمیں اور ایڈووکیسی گروپ عام طور پر مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں خواہ ان کا تعلق دائیں بازو سے ہو یا بائیں بازو سے یا وہ خود کو اعتدال پسند کہتے ہوں۔سلور اسٹرین لکھتے ہیں:

''واضح طور پر بالکل یہی کھیل ''دارفور بچاؤ'' تحریک کی طرف سے بھی کھیلا جارہا ہے، جس کا مقصد 'دارفور میں جاری نسل کشی کے بارے میں رائے عامہ کو باخبر کرنا ہے۔اس گروپ نے اشتہارات میں دعویٰ کیا ہے کہ دارفور میں چار لاکھ شہری قتل کیے جاچکے ہیں۔اپنی ویب سائٹ پر اس نے بتایا ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر ہلاکتیں دارفوری شہریوں کے خلاف سوڈانی حکومت کی سب کچھ تباہ کردینے کی مہم کا نتیجہ ہیں۔'' فاضل تجزیہ کار مزید لکھتے ہیں کہ ''مسئلہ یہ ہے کہ چار لاکھ کی تعداد مبالغے پر مبنی ہے اور پوری دارفور بچاؤ مہم اس تنازع کو ضرورت سے زیادہ سادہ بنا کر سفید اور سیاہ کے تقابل کے طور پیش کرتی ہے یا مزید درست طور پر سیاہ اور بھورے کے طور پر۔دارفور بچاؤ تحریک کی بنائی ہوئی کہانی یوں ہے کہ اچھے افریقی، برے عربوں کے ہاتھوں مارے جارہے ہیں۔اگرچہ ان عرب ظالموں میں سے بہت سے ظلم کا شکار ہونے والے افریقیوں ہی جتنی سیاہ کھال والے ہیں۔اس رویے نے حقیقتوں کو مسخ کردیا ہے اور اس پالیسی کے نتائج بہت خطرناک ہیں۔''

سلور اسٹرین دارفور کے معاملے میں اپنی غیر جانبداری کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:''میں سوڈانی حکومت کی صفائی پیش نہیں کررہا ہوں جو سوڈان میں بہیمانہ جرائم کی مجرم ہے۔۲۰۰۴ء میں جب میں لاس اینجلس ٹائمز میں تھا تو میں نے سی آئی اے اور سوڈان کی خفیہ ایجنسی مخابرات کے درمیان انٹیلیجنس

روابط کے بارے میں ایک رپورٹ لکھی تھی جو دارفور بچاؤ تحریک کی جانب سے بڑے پیانے پر پھیلائی گئی تھی۔ اور ایڈووکیسی گروپوں کی طرف سے مجھے مختلف پروگراموں میں خطاب کرنے کی دعوتیں بھی ملی تھیں جنہیں میں نے قبول کیا تھا۔ لیکن دارفور اور زیادہ وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو سوڈان میں صورت حال اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہے جو یہاں لگے بندھے انداز میں رپورٹ کی جاتی ہے۔ جہاں تک دارفور میں ہلاکتوں کی تعداد کا تعلق ہے تو پچھلے سال دارفور بچاؤ اتحاد کے ایک رکن نے برطانیہ کے اخبارات میں ایک پورے صفحے کا اشتہار چلایا جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ صدر عمر البشیر نے اپنے ہی شہریوں کے پورے کے پورے گاؤں ذبح کر دینے کے لیے ایک بدمعاش مسلح ملیشیا کو کھلی چھوٹ دی رکھی ہے اور تین سال میں اس کے ہاتھوں چار لاکھ مرد، عورتیں اور بچے مارے جا چکے ہیں۔'' سلوراسٹرین بتاتے ہیں کہ ''ان اشتہارات کو یورپین سوڈانیز پبلک افیئرز کونسل کی طرف سے چیلنج کیا گیا اور اس سال کے اوائل میں برٹش ایڈورٹائزنگ اسٹینڈرڈ اتھارٹی نے یورپین سوڈانیز پبلک افیئرز کونسل کے حق میں فیصلہ دیا۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ تحقیقی مطالعے چار لاکھ ہلاکتوں کی توثیق نہیں کرتے۔ یہ تعداد ایک متنازع رائے معلوم ہوتی ہے، حقیقت نہیں۔''

فاضل امریکی تجزیہ کار دارفور بچاؤ تحریک کی غیر حقیقت پسندانہ اور مبالغہ آرائی پر مبنی مہم کے حوالے مزید انکشاف کرتے ہیں کہ ''دارفور بچاؤ تحریک سے امدادی تنظیمیں بھی ناراضگی ظاہر کرتی رہی ہیں خصوصاً دارفور میں اقوام متحدہ کی مداخلت اور وہاں نوفلائی زون کے لیے اس کی جانب سے کیے جانے والے مطالبات پر۔''.... سلوراسٹرین بتاتے ہیں کہ ''انٹرایکشن نامی ایڈ گروپ کے سربراہ سیموئل ورتھنگٹن نے اس سال دارفور بچاؤ تحریک کو بھیجے گئے اپنے ایک ای میل میں لکھا ہے کہ:

''آپ اپنی موجودہ دارفور بچاؤ میڈیا اور ای میل مہم میں جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں، میں ان پر اپنا انتہائی پرزور اعتراض نجی طور پر آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جو آپ کو پسند کرتا ہے اور جو خود انسانی حقوق اور آبادیوں کے تحفظ کا زبردست مبلغ ہے، میں دارفور بچاؤ تحریک کی برسرزمین حقائق سے آگہی اور اپنے مجوزہ اقدامات کے خطرناک نتائج کو سمجھنے کی صلاحیت سے محرومی پر سخت تشویش کا شکار ہوں۔''

سلوراسٹرین بتاتے ہیں کہ اس ای میل میں دارفور بچاؤ تحریک کو ''حقائق کے بارے میں غلط بیانی'' کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے اس کے اشتہارات میں جس پالیسی سازی کی تجاویز دی جارہی ہیں، ان کے نفاذ سے ''واقعات کا ایسا سلسلہ شروع ہوگا جس کے نتیجے میں بآسانی سینکڑوں ہزار افراد ہلاک ہوسکتے ہیں۔'' اس کے بعد سلوراسٹرین یہ بتاتے ہیں کہ ایڈورٹائزنگ اسٹینڈرڈ اتھارٹی کے فیصلے کا کیا نتیجہ نکلا۔ وہ لکھتے ہیں: ''ایڈورٹائزنگ اسٹینڈرڈ اتھارٹی کے فیصلے کو برطانوی میڈیا کی جانب سے بہت کم توجہ ملی اور امریکی میڈیا میں بھی اس کا ذکر کم بہت کم ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ دارفور بچاؤ تحریک نے اس کے بعد بھی اپنی تشہیری مہمات میں چار لاکھ کی تعداد کا پروپیگنڈہ جاری رکھا ہوا ہے[1]۔''

تنازع دارفور کے بارے میں ''دارفور: اے شارٹ ہسٹری آف اے لانگ وار'' نامی کتاب لکھنے والے ایلکس ڈی وال کے حوالے سے سلوراسٹرین بتاتے ہیں کہ انہوں نے بھی جانی نقصان کے مبالغہ آمیز اعدادوشمار پر گرفت کی ہے۔ ڈی وال لکھتے ہیں:

''ہلاکتوں کے اعدادوشمار کو سیاسی مقاصد کی خاطر استعمال کیا گیا ہے.... دارفور کے لیے کام کرنے والے بہت سے لوگ اعدادوشمار کو بے انتہا بڑھا کر بتاتے ہیں جبکہ حقیقتاً ان کے کوئی باضابطہ شواہد موجود نہیں ہیں۔'' متعدد تحقیقی کاوشوں کو کھنگالنے کے بعد ڈی وال کہتے ہیں ''بہترین قیاس'' تقریباً دو لاکھ اموات کا ہے۔ جس میں سے ایک سطحی اندازے کے مطابق ایک چوتھائی تعداد براہ راست فوجی حملوں کے نتیجے میں ہلاک ہوئی ہے۔''

سلوراسٹرین بتاتے ہیں کہ ڈی وال ''اس مغالطے پر تنقید کرتے ہیں کہ بھوک اور بیماریوں کے بجائے تمام ہلاکتیں کلی طور پر سوڈانی حکومت اور اس کی ملیشیاؤں کی طرف سے لوگوں کو ''ذبح'' کردیے جانے کا نتیجہ ہیں۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ مصائب کے سبب ہونے والی ان ہلاکتوں میں اس جنگ اور خصوصاً ۰۴-۲۰۰۳ء میں حکومت نے جنگ کے دوران جو رویہ اختیار کیا، اس کا بھی حصہ ہو، اس کے باوجود تشدد سے ہونے والی ہلاکتوں اور دوسرے اسباب سے ہونے والی اموات میں اہم فرق ہے۔''

۱۔ بحوالہ:

http://www.amazon.com/Darfur-Short-History-African-Arguments/dp/1842776975